مولانا محمد یاسین شاد (ملتان)
فاضل جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

# مولانا عبدالرشید صدیقیؒ ـــ تاثرات و مشاہدات

امام ابوبکر احمد خطیب بغدادیؒ کو تاریخ بغداد کی ترتیب اور اہلِ بغداد کا تذکرہ لکھنے کا خیال حافظ ابوالفضل صالح بن احمد تمیمیؒ کے اس قول کی وجہ سے ہوا کہ :

"علم حدیث کے طالب کے لیے مناسب ہے کہ سب سے پہلے اپنے شہر کے علماء کے حالات قلمبند کرے۔ ان کی کتبِ حدیث کی مکمل معلومات حاصل کرے، تاکہ صحیح و سقیم کی مکمل پہچان حاصل ہو۔ اس کے بعد دوسرے شہروں کے متعلق واقفیت حاصل کرے" (تاریخ بغداد جلد ۱ ص ۲۱۴)

سرزمینِ ملتان سے میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کے سات تلامذہ کے نام ملتے ہیں۔ (الحیات بعد الممات ص ۳۵۹) حضرت میاں صاحب کے ملتان سے متعلقہ تلامذہ کے حالاتِ زندگی مناسب وقت پر ان شاء اللہ تحریر کروں گا، اس مضمون میں مولانا عبدالرشید صدیقی کے حالات، تاثرات و مشاہدات کی صورت میں پیش کیے جا رہے ہیں ـــ ذیل کے اشعار اُن پر صادق آتے ہیں ـــ

ہے بہت سادہ طبیعت آپ کی ایک مسلم کی ہے سیرت آپ کی
ہیں بدن کوتاہ لیکن ہیں بڑے دیجیے گوہر سے نسبت آپ کی

(مولانا حبیب اللہ ندوی)

مولانا عبدالرشید صدیقی واقعی ایک گوہرِ نایاب تھے۔ آپ ۵ فروری ۱۹۰۴ء کو ملتان شہر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ غلام قادر تھا، جو کہ ریشم و کشیدہ کاری کا کاروبار کرتے تھے۔ باپ، بیٹا دونوں مولانا فیض اللہ قریشی (صدیقیؒ کے حقیقی ماموں) کی تبلیغی مساعی

سے متاثر ہو کر کاروانِ عمل بالقرآن والحدیث میں شامل ہوئے تھے۔

عصری تعلیم گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول نواں شہر ملتان سے ثانوی درجہ تک حاصل کی جب کہ دینی تعلیم اپنے حقیقی ماموں مولانا محمد فیض اللہ قریشیؒ سے حاصل کی —— دورانِ تعلیم رشتہ ازدواج سے منسلک ہو گئے تھے۔

اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریکِ خلافت میں بھرپور طریقے سے حصہ لے کر کیا۔ آپ اس تحریک کے اہم رہنماؤں علی برادران۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حسرت موہانی سے زیادہ متاثر تھے۔

مجلسِ احرار اسلام کے صدر سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے بھی خاصے متاثر تھے۔ صدیقی مرحوم سیاسیات خاص کر احرار کی سرگرمیوں میں اس حد تک مصروف رہے کہ مقروض ہو گئے جس کی ادائگی اپنے موروثی مکان کے ایک حصّے کو فروخت کر کے کی۔ احرار کے دیگر مشہور رہنماؤں قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مفکرِ احرار چوہدری افضل حق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سے قریبی تعلقات تھے۔

دیوبندیوں حنفیوں کا پرانا وطیرہ ہے کہ جب کسی تحریک کا آغاز کرتے ہیں تو اہل حدیثوں کو موحد کہہ کر حمایت و تعاون حاصل کر لیتے ہیں۔ بعد میں مناسب موقع پر تحریک کو حنفیوں کے کھاتے میں ڈال لیتے ہیں۔

جب صدیقی مرحوم نے مکمل ایقان و یقین کر لیا کہ مجلسِ احرار اب صرف ایک خاص مسلک کی نقیب بن چکی ہے، تو قیامِ پاکستان سے کچھ عرصہ قبل اس سے الگ ہو گئے ۱۹۴۵ء میں آلِ انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت کر لی، سیاسی تحریک کے دوران پسِ دیوار زنداں بھی گئے۔

شورش کاشمیری نے "بوئے گُل نالہ دل دُودِ چراغِ محفل" میں لکھا ہے کہ:

"مسٹر پٹیل انگریز کے حکم سے ملتان میں میں دو نوجوانوں کے ہمراہ گرفتار ہوا تھا۔"

صدیقی صاحب کے داماد پروفیسر محمد اجمل صدیقی نے بتایا کہ صدیقی مرحوم بتایا کرتے تھے:

"گرفتار ہونے والے دو نوجوانوں میں سے ایک میں تھا۔"

خضر حیات ٹوانہ وزارت کے خلاف تحریک کے دوران ۱۹۴۶ء میں شکارپور سندھ کی

جیل میں دوبارہ حوالہ زندان رہے۔ قیام پاکستان کے بعد عملی سیاست سے مکمل طور پر علیحدہ ہو گئے تھے اور اپنی ہر طرح کی صلاحیتیں و توانائیاں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے لیے وقف کر دی تھیں، قیام پاکستان سے قبل کافی عرصہ سے ہی انجمن اہل حدیث ملتان کے جنرل سیکرٹری چلے آ رہے تھے اور بعد میں بھی اسی منصب پر فائز رہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قیام سے لے کر تا دم وفات ضلع ملتان کی جمعیت کے ناظم اعلیٰ رہے، اس کے علاوہ مرکزی مجلس شوریٰ و عاملہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی کمیٹی کے رکن تھے۔

مرکزی جمعیت کے مؤسس و امیر اوّل مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ کے ساتھ مل کر جو بزرگ علماء کام کرتے رہے وہ صدیقی مرحوم کی خدمات جلیلہ سے بخوبی آگاہ ہیں، موجودہ نوجوان کارکنوں میں شاید بعض حضرات نام تک سے ہی واقف ہوں۔ مرحوم کے خمیر میں اللہ تعالیٰ نے اخلاص وللّٰہیت ودیعت کی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ قریباً ہر عامل بالحدیث بے لوث اور انجام کار کے نفع و نقصان سے بے نیاز ہی ہوتا ہے۔

جماعتی و تنظیمی اختلاف کے موقع پر تمام اکابر علماء کا نام ہمیشہ ادب و احترام سے لیتے تھے۔ ہم جیسے اصاغر کے لیے اُن کی یہ خوبی کتنی عمدہ مثال ہے۔

آپ کی وفات کے بعد ملتان کی جماعت کے تنظیمی کاموں میں وہ چمک دمک، جوش و ولولہ اور متانت و سنجیدگی دیکھنے کو نگاہیں ترس رہی ہیں۔ آپ مدرسہ دارالحدیث محمدیہ باغ عام خاص ملتان کی انتظامیہ کے اہم رکن کے طور پر طویل عرصہ تک خدمات انجام دیتے رہے۔ عام طور پر جماعتی جلسوں میں اسٹیج سیکرٹری ہوا کرتے تھے۔ مدرسہ محمدیہ ملتان کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تو اسٹیج مکمل طور پر اُن کے کنٹرول میں ہوتا تھا۔ جس عالم دین کو خطاب کے لیے بلاتے تھے، پہلے اُس کا جامع قسم کا تعارف کراتے تھے۔ ملتان کے سالانہ جلسہ کے دوران حافظ محمد اسماعیل ذبیحؒ، مولانا علی محمد صمصامؒ، مولانا محمد یحییٰ حافظ آبادیؒ کا اکثر اوقات کا قیام آپ ہی کے یہاں ہوتا تھا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اکابرین سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، مولانا معین الدین لکھوی صاحب، میاں فضل حقؒ سے قریبی تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑے جوش و جذبے اور ولولے سے حصہ لیا۔ دوبارہ ۱۹۷۴ء کی

تحریکِ ختمِ نبوت میں اپنی بساط کے مطابق کام لیا اور ۱۹۷۷ء میں بھٹو شاہی کے استبداد کے خلاف پاکستان قومی اتحاد کی تحریکِ نفاذِ اسلام کے لیے پیرانہ سالی کے باوجود کام لیا۔
PPP کے سخت مخالف تھے اور ہر اس شخص سے جو پی پی کے فاشسٹ نظام کے لیے نرم گوشہ رکھتا تھا، سخت اظہارِ نفرت، ویزاری کرتے تھے — ایک دفعہ بلدیاتی الیکشن میں بھی حصہ لیا۔ اُن کے مخالف امیدوار ملتان کے مشہور خانقاہی نظام کے دلدادہ پیر نبی شاہ گیلانی تھے، گو کہ چند ووٹوں کی وجہ سے شکست سے دوچار ہوئے! — اُن کے مخالف کا تمام تر سیاسی پروپیگنڈہ یہ تھا کہ صدیقی صاحب وہابی ہیں، جب کہ میں سنی پیر ہوں۔
خانقاہی نظام اور جاگیرداری سسٹم ایک دوسرے کی مجبوری ہیں، جنوبی پنجاب بالخصوص خانقاہوں کے مجاوروں کے نرغے میں ہے! مولانا صدیقی نے دو حج کیے تھے۔ پہلا حج جوانی کی عمر میں جنگِ عظیم کے دوران ۱۹۴۲ء میں کیا، جب کہ دوسرا حج ان کے اکلوتے بیٹے انجینئر عبدالقدوس صدیقی نے ۱۹۷۳ء میں کرایا جو ان دنوں سعودیہ ملازمت کرتے تھے۔
وفات سے کافی عرصہ قبل مختلف عوارض میں مبتلا رہتے تھے، آخر ۱۰ رجون ۱۹۸۹ء (۱۴۰۶ھ) کو عید الفطر کے دن بعد دوپہر وفات پائی۔ "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ"!
اُن کی نمازِ جنازہ اُن کی وصیت کے مطابق عیدگاہ اہلِ حدیث باغ عام خاص ملتان میں اسی دن بعد نمازِ مغرب ادا کی گئی: جب کہ نمازِ جنازہ عالم باعمل شیخ الحدیث مولانا علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال نے پڑھائی۔ اُن کے اخلاف میں ایک بیٹا انجینئر حاجی عبدالقدوس صدیقی اچھرہ لاہور میں قیام پذیر ہیں۔ تین بیٹیاں ہیں، اُن کی شادیاں ملتان شہر میں ہوئی ہیں۔

مولانا صدیقی مرحوم سے تقریباً پندرہ سال سے میری واقفیت و شناسائی تھی! انھوں نے میری ہر معاملہ میں رہنمائی کی ہے۔ اُن کے پاس بیٹھ کر اکابر علماء اہلِ حدیث کی خدمات کا تذکرہ سننے کا کئی بار اتفاق ہوا ہے۔ مجھ ناچیز میں تاریخِ اہلِ حدیث، احوال و آثارِ علماء حدیث کے متعلق معلومات جمع کرنے کا اشتیاق اُن کی صحبتِ فیض کی وجہ سے ہوا ہے۔ ان کی وفات پر اظہارِ تعزیت کے لیے مجلسِ احرار کے حوالے سے بیرونِ ملتان سے نوابزادہ نصراللہ خان تشریف لائے۔ ہماری جماعت کے علماء میں سے قاری محمد ایوب صاحب فیروزپوری اور قاضی محمد اسلم صاحب سیف ماموں کانجن ہمراہ وفد آئے۔ صدیقی مرحوم کے نواسے قائدین مرکزی جمعیت

کی آمد کے منتظر رہے لیکن نہ معلوم، اس وقت کے رہنمایانِ جمعیت کی آمد کی نوبت کیوں نہ آئی؟

قاری محمد ایوب صاحب فیروز پوری اپنے تاثرات ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

"سردیوں کے موسم میں مولانا قاری عبداللطیف صاحب آف وہاڑی، مولانا عبداللہ صاحب آف بورے والا اور شیخ عبدالرشید صاحب صدیقی جامعہ سلفیہ کے تعاون میں مضافات ملتان تشریف لاتے، تو میں ان حضرات کی خاطر و مدارات اور تقاریر سننے میں خاص دلچسپی لیتا اور یہ حضرات بھی میرے حق میں دعائیں فرماتے۔ مرحوم ایسے پُر خلوص اور بے لوث خال خال ہی پیدا ہوتے ہیں۔"

مسلک اہل حدیث کی توسیع و اشاعت اور جماعتی امور کو آگے بڑھانے میں نہایت خلوص سے کام کرتے —— احباب کی ہمت بڑھاتے، ڈھارس بندھاتے اور مزید کام کرنے کی احسن پیرائے میں تلقین فرماتے۔ جب اور جہاں بھی کوئی تنظیمی اجلاس یا جلسہ ہوتا، آپ کی بغل میں ایک چھوٹی سی گٹھڑی ہوتی اور دیگر عہدیداروں یا مدعوین سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرتے۔

مولانا مرحوم کی وفات سے جماعت اہل حدیث ایک نڈر، بیباک، مخلص اور ایثار پیشہ کارکن اور رہنما سے محروم ہو گئی ہے۔ ایسے لوگ اب تیزی سے اُٹھتے جا رہے ہیں اور اُن کی جگہ سنبھالنے والے خال خال نظر آتے ہیں۔ (ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور جلد نمبر ۱۹۔ شمارہ ۸ اگست ۱۹۸۶ء)

مولانا عبدالرشید صدیقی مرحوم کے نواسے جناب طارق بشیر خاں کالج میں اُردو کے لیکچرار تھے۔ جو صدیقی صاحب کی وفات کے دو ماہ بعد ایک حادثہ میں وفات پا گئے تھے۔ انھوں نے اپنے نانا کی وفات پر درج ذیل نظم لکھی تھی ؎

وہ چمن میں گلاب تھا، نہ رہا — آپ اپنا جواب تھا، نہ رہا
ایسے لوگوں کے دم سے دنیا میں — کچھ حیا تھی، حجاب تھا، نہ رہا
ساری رونق تھی دوستو! اُس سے — محفلوں کا شباب تھا، نہ رہا
اس دَورِ روشن کے اندھیروں میں — ہمہ تن آفتاب تھا، نہ رہا
شہر ملتان کی سوانح کا — روشن و زرّیں باب تھا، نہ رہا
خاک کو خاک کے سپرد کیا — ہم نے نیکی کو دریا بُرد کیا

اللّٰھم اغفرلہٗ وارحمہ وعافہ واعف عنہ —— آمین!